سُنن دارمی کی منتخب روایات کا ترجمہ اور علامہ شاطبیؒ کے ایک مضمون کی تلخیص

ترجمہ و تلخیص:

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم

اُستاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

طبع اول : ربیع الاول ۱۴۱۸ھ اگست ۱۹۹۷ء

باہتمام : اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

کمپوزنگ : سید احمد مثنی (جامعہ دار العلوم کراچی)

ناشر : ادارہ اسلامیات۔کراچی

پریس :

قیمت :

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ــــ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور فون ۷۳۲۴۴۱۲، ۷۲۲۴۷۸۵۔ فیکس ۹۲۔۴۲۔	★ ــــ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان فون ــــ ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۲۲۵۵	★ ــــ موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

ملنے کے پتے

ادارۃ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور نمبر ۲

ادارۃ المعارف ڈاک خانہ دار العلوم کراچی ۱۴

مکتبہ دار العلوم ڈاک خانہ دار العلوم کراچی ۱۴

دار الاشاعت اردو بازار کراچی نمبر ۱

ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مولف

زیر نظر کتابچہ احقر کے دو مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ دونوں مضامین ماہنامہ البلاغ میں طبع ہوئے اور بحمد اللہ مفید ثابت ہوئے اور انہیں پسندیدگی کی نگاہ سے پڑھا گیا۔ جس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ ان سلف صالحین کے اقوال کا مجموعہ ہے جن کے علم 'تفقہ فی الدین' تقویٰ اور للھیت پر سب کا اتفاق ہے اور جن کے کلام میں برکت بھی ہے اور اثر بھی۔

مناسب معلوم ہوا کہ یہ دونوں مضمون ایک کتابچہ کی شکل میں بھی طبع ہو جائیں تاکہ ان کا فائدہ اور زیادہ وسیع ہو سکے۔ اور سلف صالحین کی یہ نصائح زیادہ سے زیادہ لوگوں کی نگاہوں سے گذر کر ان کے لئے نافع اور اس ناچیز کے لئے ذخیرہ آخرت بنیں۔ وباللہ التوفیق۔

احقر محمود اشرف عثمانی غفر اللہ له

۲۰/صفر ۱۴۱۸ھ

طلباء کے لئے اہم نصائح

(سنن دارمی کی منتخب روایات کا ترجمہ)

الامام الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی (۱۸۱-۲۵۵ھ) کا اسم گرامی نامور محدثین میں سرفہرست ہے بلکہ انہیں، امام بخاری (۱۹۴-۲۵۶ھ) کے اساتذہ میں شمار کیا گیا ہے۔ان کی کتاب سنن دارمی حدیث کی اہم کتابوں میں شامل ہے اور کئی حضرات نے اسے صحاح ستہ میں چھٹی کتاب قرار دیا ہے۔

سنن دارمی کی ابتداء میں امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے علم، علماء، فتویٰ اور اھل فتوی سے متعلق احادیث و آثار کا ایک بڑا ذخیرہ جمع فرمادیا ہے۔آئندہ مضمون سنن دارمی کے اسی حصہ کا انتخاب اور ترجمہ ہے امید ہے کہ یہ مختصر انتخاب راقم السطور، دیگر طالبان علم، اور اہل علم کے لئے موجب تذکیر اور باعث بصیرت ہوگا۔

(مترجم)

مسئلہ بیان کرنے میں احتیاط

علم دین اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وہ امانت ہے جسے پوری احتیاط اور حفاظت کے ساتھ آئندہ نسلوں تک پہنچانا ضروری ہے۔دین میں نہ کمی جائز ہے نہ زیادتی، نہ افراط درست ہے نہ تفریط، اس لئے دینی مسئلہ بتانے میں بہت احتیاط کی ضروت ہے۔سلف صالحین اس معاملہ میں کس قدر محتاط تھے اس کا اندازہ درج ذیل ان آثار و اقوال سے ہوتا ہے۔جنہیں امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

۱۔ایک شخص حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بارے میں یہ فرماتے تھے اس شخص نے کہا آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے

حاضرین سے فرمایا: اس شخص کو دیکھو میں نے اس کے سامنے
حضرت عبد اللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے اور یہ مجھ سے
میری رائے پوچھتا ہے۔(مطلب یہ تھا کہ ایسے جلیل القدر
صحابی رسول کے قول کے بعد میری رائے کی کیا حقیقت ہے؟)
پھر فرمایا مجھے اپنا دین زیادہ عزیز ہے لہٰذا میری رائے کی گانے
سے زیادہ کیا قیمت ہے۔(ص ٦٠) (سُبحان اللہ)

۲۔حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی ایسی بات پیش آجائے جس کا
ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو تو کیا کیا جائے؟ فرمایا کامل الایمان
عبادت گذار لوگوں کو اس میں غور فکر کرنا چاہئے۔(٦١) اجتہاد و تقلید

۳۔حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کچھ لوگ تمہارے سامنے اگر قرآن سے اپنے شبہات پیش
کریں گے تو تم احادیث کے ذریعہ سے جواب دینا کیونکہ حدیث
کو ماننے والے ہی کتاب اللہ کے صحیح جاننے والے ہیں۔

۴۔مشہور تابعی حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اس مسجد میں ایک سو بیس انصاری صحابہ کو دیکھا ہے۔
جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو ان کی یہ خواہش ہوتی تھی
کہ ان کا بھائی مسئلہ بتادے۔(یعنی خود مسئلہ بتاتے ہوئے
ڈرتے تھے)

۵۔حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ

جب آپ لوگوں سے مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ لوگ کیا کرتے
تھے؟ فرمایا تم نے اچھا سوال کیا ہے جب کسی عالم سے مسئلہ

پوچھا جاتا تو وہ اپنے ساتھی کے پاس بھیج دیتا تھا۔یہاں تک کہ کبھی کبھار وہ آدمی گھوم پھر کر واپس پہلے عالم کے پاس آجاتا۔(۶۵)

۶۔حضرت ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

عالم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مابین معاملات میں دخل دیکر ان کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے سوچنا چاہئے کہ اس کی جواب دہی سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی؟(۶۵)

۷۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ

علم اٹھنے سے پہلے سیکھ لو اور علم اٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ علماء اٹھ جائیں اور خبردار تکلف 'تعمق، اور بدعت سے بچتے رہو اور پرانے دین کو تھامے رکھو۔

۸۔ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

میں مکہ مکرمہ میں ایک دن حضرت عبد اللہ بن عباس کی مجلس میں بیٹھتا تھا اور ایک دن حضرت عبد اللہ بن عمر کی مجلس میں ' اور حضرت عبد اللہ بن عمر اپنی مجلس میں جتنے سوالوں کا جواب دیتے اس سے کہیں زیادہ یہ فرماتے کہ مجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں۔

۹۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مرسل ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص جتنا فتویٰ دینے پر جری ہوگا اتنا ہی وہ آگ پر جری ہوگا۔(ص۶۹)

۱۰۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ

جو شخص لوگوں کے ہر سوال کا جواب دے وہ مجنون ہے۔

(یعنی بعض سوال جواب دینے کے قابل ہی نہیں ہوتے اور بعض سوالات کے جواب کا آدمی کو علم نہیں ہوتا اس لئے ہر مسئلہ کا جواب دینے کی کوشش کرنا بے وقوفی ہے۔)

۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ

کلیجہ میں ٹھنڈک ڈالنے والا جواب یہ ہے کہ آدمی یہ کہدے کہ "مجھے اس سوال کا علم نہیں"۔

۱۲۔ حضرت شعبی کا قول ہے کہ

لاادری (میں نہیں جانتا) کہنا آدھا علم ہے۔

۱۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ

تین باتوں سے اسلام منہدم ہوتا ہے۔ (۱) عالم کی لغزش (۲) منافق جو کتاب اللہ کے ذریعہ جھگڑا قائم کرے (۳) گمراہ حکام کے فیصلے۔ (سنن دارمی ص ۷۴، ج ۱)

علم، خشیت خداوندی کا نام ہے

۱۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی جانب بلند کی پھر فرمایا ایک وقت آنے والا ہے جب علم لوگوں سے چھین لیا جائے گا اور علم ان کی قدرت سے باہر ہو جائے گا۔ ایک صحابی زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سے علم کیسے چھن جائے گا جبکہ ہم نے قرآن پڑھا ہے اور خدا کی قسم ہم خود بھی قرآن پڑھتے رہتے ہیں اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی قرآن پڑھا رہے ہیں۔ آپ

ﷺ نے فرمایا اے زیاد میں تو تمہیں مدینہ کے سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا دیکھو یہ تورات اور انجیل آج بھی یہود و نصاری کے پاس ہیں لیکن انہیں ان کتابوں سے کیا نفع ہے؟

اس حدیث کے راوی حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ میری حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالہ سے یہ حدیث سنائی تو وہ بولے ابو الدرداء بالکل سچے ہیں اور میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے پہلے لوگوں سے کونسا علم اٹھایا جائے گا؟ وہ خشوع ہے (یعنی لوگ خشوع کو ترک کر دیں گے) اور تم مسجد میں داخل ہو گے تو تمہیں مسجد میں ایک آدمی بھی خشوع والا نہ ملے گا۔
(ص ۹۹ ج انیز ترمذی کتاب العلم)

۲۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے تمہارے ادنی ترین شخص پر۔ پھر آپ ﷺ نے آیت پڑھی "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" یعنی اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمام آسمان و زمین کی مخلوقات اور سمندر کی مچھلیاں اس شخص پر رحمتیں نازل کرتے ہیں جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہو۔

دعوت و تعلیم

۳۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ:

آدمی اس وقت عالم سمجھا جائے گا جب وہ اپنے سے بلند مرتبہ لوگوں پر حسد نہ کرے، اپنے سے کم مرتبہ لگوں کو حقیر نہ جانے اور اپنے علم کے ذریعہ دنیا تلاش نہ کرے۔ (ص ۱۰۰ ج ۱)

۴۔عبد الاعلی تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

جسے رونے والا علم نہیں دیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے علم

نافع عطا نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کی تعریف بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے :

ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا"

"بے شک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا جب ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے"۔ (الاسراء :١٠٩)

۵۔ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

تم اس وقت عالم ہو گے جب تم میں تین صفات پیدا ہو جائیں : اپنے سے بلند مرتبہ پر حسد نہ کرو، اپنے سے کم تر لوگوں کو حقیر نہ جانو اور اپنے علم کے ذریعہ دنیا نہ کماؤ۔

M. D...

٦۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

تم عالم اس وقت بنو گے جب پہلے متعلم بنو اور تمہیں اپنے علم کا عالم تب سمجھا جائے گا جب تم اس پر عمل پیرا بھی ہو، اور تمہارے گنہگار ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ تمہاری عادت جھگڑا کرنے، شکوک وشبہات پیدا کرنے کی ہو۔

٧۔ عمران منقری کہتے ہیں کہ :

میں نے حضرت حسن بصری سے کسی مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے

عرض کیا کہ فقہاء اس بارے میں یہ نہیں کہتے تو انہوں نے فرمایا تم نے کبھی کسی فقیہ کو دیکھا بھی ہے؟ فقیہ تو وہ شخص ہے جس کا دنیا سے دل ہٹا ہوا ہو' آخرت کی طرف اس کا دل لگا ہوا ہو' اپنے دین کا ہمہ وقت خیال رکھتا ہو اور ہمیشہ اپنے پروردگار کی بندگی میں مصروف رہتا ہو۔

۸۔حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سعد فرماتے ہیں کہ:

میرے والد سے پوچھا گیا کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑا فقیہ کونسا ہے؟ فرمایا جو اپنے پروردگار سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

۹۔حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

فقیہ وہ شخص ہے جس کے دل میں خدا کا خوف ہو۔

M. Ump

۱۰۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ

صحیح معنی میں فقیہ (دین کو سمجھنے والا عالم) وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے نہ انہیں گناہوں میں مبتلا ہونے کی ڈھیل دے اور انہیں اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے اور قرآن کو بے رغبتی کی بناء پر ترک نہ کرے۔یاد رکھو (جو عبادت بغیر علم کے ہو جو علم بغیر فہم کے ہو اور جو قرات بلاتدبر کے ہو اس میں کوئی خیر نہیں۔)

۱۱۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(جو شخص اپنے دین کو محفوظ رکھنا چاہتا ہو وہ حکام کے پاس نہ جایا کرے عورتوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرے اور خواہش پرست لوگوں سے بحث نہ کیا کرے۔)

۱۲- حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھا کہ :

خبردار دین میں بحث مباحثہ اور جھگڑا مناظرہ نہ کرنا نہ جاہل سے نہ عالم سے، عالم کو تمہاری کوئی پرواہ نہ ہوگی وہ اپنے علم کو تم سے بچالے گا۔ اور جاہل کی سختی اور سنگدلی میں اور اضافہ ہوگا وہ تمہارا کہنا نہ مانے گا۔

۱۳- حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ :

بحث مباحثہ نہ کرنا کیونکہ اس کا نفع کم ہوتا ہے اور اس سے بھائیوں کے درمیان دشمنی کی دیوار کھڑی ہو جاتی ہے۔

(سنن دارمی ص ۱۰۲ ج ۱)

علم اور عالم دین کی فضیلت

۱- وھب رحمۃ اللہ علیہ بن منبہ کا قول ہے کہ وہ مجلس جس میں علم کا تذکرہ ہو مجھے اتنی دیر تک نماز میں مصروف رہنے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ آدمی دین کی بات سنتا ہے تو ایک سال بلکہ بسا اوقات عمر بھر اسکا فائدہ اٹھاتا ہے۔ (ص ۱۰۷ ج ۱)

۲- حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ :

لوگوں کو علم دین کی ویسی ہی ضرورت ہے جیسے انہیں کھانے اور پینے کی ضرورت (بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ کھانا پینا تو صرف دنیاوی زندگی کی ضرورت ہے جبکہ علم دین کی دنیا میں بھی ضرورت ہے اور آخرت میں بھی)

۳- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ :

علم اٹھائے جانے سے پہلے علم سیکھ لو کیونکہ علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جاتا ہے اور یاد رکھو کہ استاذ اور شاگرد کا ثواب

برابر ہے۔

۴۔ حضرت سعید بن جبیر قرآن حکیم کی آیت "کونوا ربانیین" (اللہ والے ہوجاؤ) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

علماء فقہاء ہوجاؤ (مطلب یہ کہ علماء فقہاء ہی اللہ والے ہوتے ہیں۔)

M. Anif

۵۔ حضرت سفیان بن عینیہ علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ:

(علم کے لئے ضروری ہے کہ اسے یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کان لگا کر بات سنی جائے اور سننے کے وقت خاموشی اختیار کی جائے، پھر علم کو آگے پھیلایا جائے۔)

۶۔ حضرت سفیان بن عینیہ علیہ الرحمۃ ہی کا قول ہے کہ:

"سب سے بڑا جاہل وہ شخص ہے جو علم ہونے کے باوجود عمل نہ کرے اور سب سے بڑا عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور لوگوں میں سب سے افضل وہ شخص ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سب سے زیادہ ہو"۔ (ص ۱۰۸)

۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ:

دو آدمیوں کا پیٹ نہیں بھرتا ایک وہ شخص جو علم کا حریص ہو کہ علم سے اسکا پیٹ نہیں بھرتا اور دوسرا وہ شخص جو دنیا کا حریص ہو کہ اس کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔ لیکن صاحب علم کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے جبکہ دنیا والے کی سرکشی میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

یا عالم بنو یا متعلم ان دو کے علاوہ تیسرے میں کوئی خیر نہیں۔

۹۔رسول اللہ ﷺ سے دو آدمیوں کے بارے مین پوچھا گیا جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے ایک عالم تھا جو فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا اور لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا تھا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور راتوں کو عبادت کے لئے کھڑا رہتا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کون افضل ہے؟ : آپ ﷺ نے فرمایا جو عالم فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا ہے اور لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے وہ اس عابد سے جو دن بھر روزہ رکھتا ار رات بھر نماز پڑھتا ہے ویسا ہی افضل ہے جیسے میری افضیلت تم میں سے ادنی درجہ کے آدمی پر ہے۔

۱۰۔ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سمیر بن عبد واقعات بیان کر رہے ہیں اور حمید بن عبد الرحمٰن مسجد کے ایک کونہ میں علم کی بات بیان کر رہے ہیں۔ مجھے تردد ہوا کہ کس کے پاس جا کر بیٹھوں۔ اسی دران مجھے اونگھ آگئی خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے تمہیں حیرانی ہو رہی ہے کہ کہاں جا کر بیٹھوں؟ اگر تم چاہو تو میں تمہیں دکھاؤں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حمید بن عبد الرحمٰن کی طرف ہیں۔

۱۱۔حضرت کثیر بن قیس فرماتے ہیں کہ :

میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابو الدرداء میں مدینۃ الرسول ﷺ سے ایک حدیث سننے آپ کے پاس آیا ہوں جو آپ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' کسی تجارت کی وجہ

سے نہیں آئے؟ اس نے عرض کیا نہیں، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اس کے علاوہ تمہارا کوئی مطلب نہیں؟ عرض کیا نہیں۔ حضرت ابو الدرداء نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستہ پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیں گے۔ اور بیشک فرشتے طالب علم کی رضامندی کی خاطر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور بے شک طالب علم کے لئے آسمان و زمین کی تمام مخلوقات استغفار کرتی ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی، اور عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر۔ بے شک علماء انبیاء کرام کے وارثین ہیں۔ انبیاء کی وراثت دینار و درہم نہیں، ان کی وراثت تو علم ہے جس نے وہ علم لے لیا اسکو عظیم حصہ نصیب ہوگیا۔

(ص ۱۰۹ نیز ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد اور ابن حبان)

۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ

خیر کی تعلیم دینے والے استاذ کے لئے ہر چیز یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں۔

۱۳۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی علم کی تلاش میں کسی راستہ پر نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں، اور جس کے عمل نے اسے پیچھے کردیا ہو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (ص ۱۱۱، ابوداؤد، اور مستدرک حاکم)

۱۴۔ قرآن مجید کی مشہور آیت ہے:

"ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر" ہم نے قرآن

سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی سمجھنے والا؟ اس آیت
کی تفسیر میں حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول
ہے کہ اس میں سمجھنے والے سے طالب علم مراد ہیں۔

۱۵۔ مشہور صحابی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب طالب علموں کو دیکھتے تو فرماتے :
طالب علموں کے لئے مرحبا اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تم طالب علموں کے لئے ہمیں وصیت کی ہے۔(ص ۱۱۱)

۱۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں دو مجلسوں کے پاس سے گذرے
اور فرمایا : دونوں مجلسیں بھلائی کی مجلسیں ہیں مگر ایک مجلس
دوسری سے افضل ہے۔ پہلی مجلس والے اللہ تعالیٰ سے
دعائیں کر رہے ہیں اور اس کی جانب متوجہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ
چاہے گا انہیں عطا کرے گا اور اگر چاہے گا تو روک لے گا اور
دوسری مجلس والے فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو
سکھا رہے ہیں اور یہی لوگ افضل ہیں۔ اور مجھے بھی معلم ہی
بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ پھر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم دوسری مجلس میں جا کر بیٹھ گئے۔

۱۷۔ حضرت ابو عبد الرحمٰن حبلی فرماتے تھے کہ :
سب سے افضل ترین تحفہ یہ ہے کہ آپ اپنے بھائی کو حکمت
کی بات کا تحفہ دیں۔

۱۸۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کی آیت :
"یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم
درجات" (سورہ المجادلہ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کو عام مومنین کے مقابلہ میں بہت درجے بلندی عطا فرمائی ہے۔

۱۹۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرسل نقل کرتے ہیں کہ :
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے طالب علم کی حالت میں موت آگئی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں اسلام کا احیاء کروں تو ایسے شخص کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہو گا۔

۲۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :
جب کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اسے آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں تو فرشتے اپنے پروں کے ساتھ ان پر سایہ کرتے ہیں۔
(سنن دارمی ص ۱۱۲ ج۱)

علم حاصل کرنے میں نیت درست رکھنا اور اپنے علم پر عمل کرنا

۱۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :
علم حدیث ہر دور میں افضل ہی افضل ہے۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب تو لوگ نیت درست کئے بغیر ہی اسے حاصل کرتے ہیں فرمایا علم حدیث کی طلب بھی ایک نیت ہے۔

۲۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :
ہم نے جب یہ علم دین حاصل کیا تو ہماری کوئی بڑی نیت نہ تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بعد نیت صحیحہ عطا فرما دی۔

۳۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا :

کچھ حضرات نے علم حاصل کیا انکا مقصود نہ اللہ تھا نہ اس کی جنت ،لیکن علم ان کے ساتھ لگا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور جنت ان کا مقصود بن گئی ۔(سنن دارمی ص ۱۱۳ ج ۱)

تشریح :۔ ان اقوال کا مطلب یہ ہے کہ علم دین کا حصول بذات خود بڑی نعمت ہے لہٰذا علم دین ہر حال میں حاصل کرنا چاہئے ۔ اگر علم دین حاصل کرنے میں نیت خراب بھی ہو تب بھی علم دین ترک نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنی نیت درست کرنی چاہئے علم دین میں انسان لگا رہے اور قرآن و حدیث پڑھتا پڑھاتا رہے تو آیات و احادیث کا دل پر ضرور اثر ہوتا ہے اور آدمی کی نیت بھی درست ہو جاتی ہے ۔

۴۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ :

اے پروردگار تیرے بندوں میں سب سے زیادہ درست فیصلہ کرنے والا کون ہے ؟ ارشاد ہوا وہ شخص جو لوگوں کے لئے اسی انداز سے فیصلہ کرے جس طرح اپنے لئے فیصلہ کرتا ہے ۔ عرض کیا اے پروردگار تیرے بندوں میں سب سے زیادہ غنی کون ہے ؟ فرمایا سب سے بڑا غنی وہ شخص جو اپنی قسمت پر راضی برضا رہے ۔عرض کیا کہ آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ خشیت کس میں ہوتی ہے ؟ فرمایا جو سب سے زیادہ میرے بارے میں علم رکھتا ہو۔

۵۔ حضرت سفیان فرماتے تھے کہ :

علماء کی تین قسمیں ہیں ۔ ایک وہ عالم جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے واقف ہو اللہ سے ڈرتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام کا اسے علم نہ ہو دوسرا وہ عالم ہے جو اللہ تعالیٰ (کی ذات و

صفات سے واقف ہو اللہ سے ڈرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا بھی اسے علم ہو یہ دوسرا عالم کامل ترین عالم ہے۔تیسرا عالم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے احکام کا تو علم ہو لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے واقف نہ ہو اور نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو یہ بدکار عالم ہے۔

۶۔حضرت حسن بصری نے روایت کی کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ علم جو دل میں اترا ہوا ہو یہ علم نافع ہے اور ایک علم وہ ہے جو صرف زبان پر ہو یہ علم انسان کے خلاف اللہ تعالیٰ کی حجت ہے (جس پر آخرت میں مواخذہ ہوگا)

(ص ۱۱۴ نیز مصنف ابن ابی شیبہ۔نوادر الاصول مشکوۃ المصابیح وغیرہ)

۷۔حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے تھے:

علم حاصل کرو،علم حاصل کرو اور جب علم حاصل کر لو تو پھر اس پر عمل کرو۔

۸۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ:

جس نے چار مقاصد کے لئے علم حاصل کیا وہ جہنم میں جائے گا۔ (۱) علماء سے مقابلہ کرنے کے لئے علم حاصل کیا یا (۲) جاہلوں سے جھگڑنے کے لئے علم حاصل کیا یا (۳) علم اس لئے حاصل کیا کہ مجھے لوگوں میں مقبولیت نصیب ہو جائے۔یا (۴) اس لئے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ حکام کے پاس اپنا کام چلاؤں۔(ص ۱۱۵)

۹۔حضرت حبیب بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

علماء کا قول ہے کہ علم سیکھو اور اس سے نفع اٹھاؤ (یعنی اس پر عمل کرو) اور علم کو اپنی زیب و زینت نہ بناؤ کیونکہ آگے تم

ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو علم کو اپنی زیب و زینت بنائیں گے (یعنی علم پر اترائیں گے) جیسے کپڑے والا اپنے کپڑوں پر اتراتا ہے۔ (ص ۱۱۶)

۱۰۔ روایت منقول ہے کہ

مخلوق میں بدترین، بدکردار علماء ہیں اور مخلوق میں سب سے برتر، بہتر کردار کے علماء ہیں۔

۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

عالم کی بات اس کی نیت کے مطابق محفوظ ہوتی ہے۔ (ص ۱۱۷)

۱۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں سمجھتا ہوں کہ اگر عالم کسی گناہ میں مبتلا ہو تو پڑھا ہوا علم بھی بھول جاتا ہے۔

۱۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول منقول ہے وہ فرماتے تھے کہ:

علم کو اس کے اہل سے روکنا گناہ ہے اور نا اہل کو علم دینا جہالت ہے۔ تمہیں اس مہربان طبیب کی طرح رہنا چاہئے جو دواء وہاں لگاتا ہے جہاں وہ نفع دے۔

۱۴۔ حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کھانا اسے کھلاؤ جو کھانے کی رغبت رکھتا ہو۔ یعنی جو شخص واقعی طالب علم ہو اس کے سامنے علم کی بات کرو ورنہ علم ضائع ہو جائے گا۔

۱۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ علماء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اے حاملین علم علم پر عمل کرو کیونکہ عالم وہی ہے جو اپنے علم پر

عمل کرتا ہو اور اس کا عمل اس کے علم کے موافق ہو۔ آئندہ ایسے لوگ بھی آئیں گے جو علم حاصل کریں گے مگر وہ ان کی ہنسلی کی ہڈی سے نیچے نہیں اترے گا۔ (یعنی ان کا علم صرف ان کی زبان اور حلق تک محدود رہے گا دل اور جسم پر ان کے علم کے اثرات ظاہر نہ ہوں گے) ان کا ظاہر ان کے باطن کا مخالف ہوگا وہ حلقے بنا بنا کر بیٹھیں گے اور ہر شخص اپنے حلقہ میں جائے گا اور اگر دوسرے حلقہ میں جائے گا تو پہلے حلقہ والا اس سے ناراض ہو جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی مجالس علم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ثواب سے خالی ہیں۔ (ص ۱۱۸)

۱۶۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
کسی کے عالم ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور کسی کے جاہل ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اسے اپنے علم پر ناز ہو جائے۔

۱۷۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قرۃ نے فرمایا کہ
اس امت محمدیہ کے ادنی درجہ کا عالم دین ایک پوری امت کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ M/ Imp

۱۸۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
اگر کسی آدمی کے پاس ساری دنیا کے برابر خزانہ ہو اور وہ اسے آخرت کے ثواب کے لئے خرچ کر دے تب بھی علم دین حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہونا اس سے افضل ہے۔

۱۹۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:
ہمارے زمانے میں طالب علم جب علم حاصل کرتا تو علم کے

اثرات اسکی نگاہ اسکے خشوع خضوع اسکی زبان اس کے ہاتھ پاؤں، اس کی نماز اور دنیا سے اس کی بے رغبتی میں صاف نظر آنے لگتے۔

۲۰۔حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر کسی شخص کے علم میں اضافہ ہو مگر دنیا کی محبت میں بھی اضافہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

۲۱۔حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ:

جب کسی کے علم میں اضافہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کا قرب بڑھ جاتا ہے اور یہ بھی فرماتے کہ جتنا علم بڑھے گا اتنا ہی آدمی کے اعتدال میں اضافہ ہو گا۔ اور آدمی کو ملنے والی نعمتوں میں بڑی نعمت سکینت کی نعمت ہے، یعنی عالم میں سکینت بھی ہونی چاہئے۔(سنن دارمی ص ۱۱۹ ج ۱)

طالب علموں کو گمراہ، بدعتی اور جھگڑالو لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنا ضروری ہے

۱۔حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ:

خواہش نفسانی میں مبتلا لوگوں کے پاس مت بیٹھو اور نہ ان سے بحث مباحثہ کرو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہیں اپنی گمراہی میں مبتلا کر دیں گے ورنہ کم از کم تمہیں حق کے بارے میں مشکوک بنا دیں گے۔

تشریح:۔خواہش نفسانی میں مبتلا لوگوں میں گمراہ، بدعتی، دنیا کی محبت میں گرفتار، فتنہ

پرداز، فرقہ پرست، مال اور جاہ کے طالب سب داخل ہیں کیونکہ انہیں خواہشات نفسانی کی پیروی ہی ان گناہوں میں مبتلا کرتی ہے۔

۲۔ ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

مجھے سعید بن جبیر نے دیکھا کہ میں فلاں صاحب کی مجلس میں جاکر بیٹھتا ہوں تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ فلاں ۔۔۔۔ کی مجلس میں مت بیٹھا کرو۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ :

فلاں صاحب نے آپ کو سلام کہلوایا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے دین میں کچھ نئی باتیں ایجاد کی ہیں اگر یہ خبر سچ ہے تو میرا سلام اسے نہ کہنا۔

۴۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بدعتی کی غیبت کو غیبت نہیں سمجھتے تھے۔

تشریح :۔ یعنی اگر بدعتی کی بدعت کا ذکر اس لئے کیا جائے کہ لوگ اس کی گمراہی سے بچ جائیں تو یہ صورت شرعاً غیبت میں داخل نہیں۔

۵۔ حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ :

خبردار (دین کی بات بیان کرتے وقت) جھگڑنے سے بچنا کیونکہ یہ عالم کی جہالت کا وقت ہوتا ہے اور اسی ذریعہ سے شیطان عالم کو لغزش میں مبتلا کرتا ہے۔

۶۔ خواہشات نفسانی میں مبتلا دو آدمی امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ :

اے ابوبکر ہم تمہیں کوئی حدیث سنائیں فرمایا نہیں۔ انہوں نے

کہا ہم کتاب اللہ کی کوئی آیت آپ کو سنائیں فرمایا نہیں، یا تو تم دونوں میرے پاس سے چلے جاؤ ورنہ میں تمہارے پاس سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں اٹھ کر چلے گئے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا اے ابوبکر اگر وہ آپ کو کتاب اللہ کی کوئی آیت پڑھ کر سنا دیتے تو اس میں کیا حرج تھا؟ فرمایا مجھے ڈر ہوا کہ یہ دونوں پہلے کتاب اللہ کی آیت پڑھیں گے پھر اسکا غلط مطلب بیان کریں گے کہیں وہ غلطی میرے دل میں نہ بیٹھ جائے۔

M. Imp

۷۔ اسی طرح کا ایک آدمی ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ:

کیا میں آپ سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟ تو حضرت ایوب نے اپنی چھوٹی انگلی کے نصف کی طرف اشارہ کیا مطلب یہ تھا کہ تم مجھ سے آدھی بات بھی نہ پوچھو۔

۸۔ اسی طرح ایک آدمی نے اگر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی بات پوچھی حضرت سعید بن جبیر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حاضرین میں سے کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا یہ بھی انہیں میں سے ہے۔ (یعنی یہ شخص خواہشات نفسانی میں مبتلا لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔)

۹۔ حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

بحث مباحثہ کرنے والوں کے پاس مت بیٹھا کرو۔

۱۰۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ دونوں فرماتے تھے کہ:

خواہشات نفسانی میں مبتلا لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا چاہئے اور نہ ان سے بحث مباحثہ کرنا چاہئے اور نہ ان کی بات سننی چاہئے۔

۱۱۔ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

اصحاب الاھواء کا نام اصحاب الاھواء اس لئے رکھا گیا کہ وہ جہنم میں گرائے جائیں گے۔(من ھوی یھوی من باب ضرب ص ۱۲۰ ج ۱)

طلباء کے ساتھ برابری کا معاملہ کرنا

۱۔ابو میسرہ فرماتے ہیں کہ:

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ طاؤس علیہ الرحمۃ کے نزدیک طالب علم صاحب مرتبہ اور غیر مرتبہ سب برابر تھے۔

۲۔ابن عون علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

ہم نے محمد بن سیرین سے ایک طالب علم کے لئے سفارش کی تو فرمایا کہ حبشی طالب علم ہو یا میرا بیٹا عبد اللہ بن محمد میرے لئے سب برابر ہیں۔

۳۔صلت بن راشد فرماتے ہیں کہ:

مسلم بن قتیبہ نے طاؤس علیہ الرحمۃ سے ایک سوال کیا مگر انہوں نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا۔ان سے کہا گیا کہ حضرت یہ قتیبہ کے بیٹے مسلم ہیں، فرمایا ان کے والد بھی ہوں تب بھی بات یہی ہے۔(ص ۱۲۱ ج ۱)

علماء کی تعظیم و اکرام

۱۔حضرت حبیب بن صالح فرماتے تھے کہ:

مجھے اپنے استاذ حضرت خالد بن معدان سے جتنا ڈر لگتا ہے اتنا کسی سے ڈر نہیں لگتا۔

۲۔حضرت مغیرہ کا قول ہے کہ:

اپنے استاذ ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کی ہمارے دلوں میں وہ ہیبت تھی

جیسے بادشاہوں کی ہیبت ہوتی ہے۔

۳۔حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایک دن حضرت سعید بن جبیر نے ایک حدیث سنائی بعد میں کھڑے ہو کر میں نے وہ حدیث دوبارہ سنانے کی درخواست کی تو فرمایا: ہر وقت دودھ دوھ کر نہیں پیا جاسکتا۔(مطلب یہ کہ افادہ اور استفادہ کے لئے مناسب وقت ہونا ضروری ہے۔)

۴۔حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ:

حضرت ابوعبدالرحمٰن راہ چلتے حدیث نقل کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔(یعنی حدیث سننے سنانے کے لئے دلجمعی اور پوری توجہ لازمی سمجھتے تھے۔)(ص ۱۲۲ ج ۱)

دینی گفتگو مناسب مقدار میں ہونی ضروری ہے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں

۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ:

(اپنی لمبی گفتگو سے)لوگوں کے دل تنگ مت کرو۔

۲۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ:

کبھی دل شگفتہ اور سننے کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور کبھی دل پژمردہ اور بات سننے سے دل گرفتہ ہوتے ہیں تو لوگوں سے صرف اس وقت بات کیا کرو جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔

۳۔حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

جب تک لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں اس وقت تک انہیں دین کی بات سناؤ اور جب ان کی توجہ ہٹنے لگے تو سمجھ جاؤ کہ ان کی اور بھی ضروریات ہیں (یعنی پھر ان کے سامنے دین کی باتیں سنانا فی الحال روک دیا جائے تاکہ وہ جاکر اپنے ضروری کام نمٹا سکیں۔) (ص ۱۳۰ ج ۱)

شہرت اور عوام میں متعارف ہونے سے نفرت

۱۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ:

ہم نے بہت کوشش کی کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ستون کے پاس آکر بیٹھیں مگر انہوں نے ہمیشہ اس سے انکار کیا۔ (اس زمانہ میں بڑے بڑے علماء ستون کے پاس آکر بیٹھتے اور لوگ اور طلباء ان سے استفادہ کرتے تھے۔)

۲۔ حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ستون سے ٹیک لگاکر بیٹھنے کو اپنے لئے ناپسند کرتے تھے۔

۳۔ حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا بیان ہے کہ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ازخود گفتگو شروع نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان سے سوال نہ کیا جائے۔

۴۔ خثیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد خاص حضرت حارث بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بہت محبوب تھی مگر ان کی یہ عادت تھی کہ ایک یا دو آدمی اگر ان کے پاس بیٹھتے تو ان سے بات کرتے تھے لیکن جب لوگ زیادہ ہونے شروع ہوجاتے تو انہیں چھوڑ

کر خود کھڑے ہو جاتے ۔(ص ۱۴۲)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد ان کے شاگرد خاص حضرت علقمہ سے کہا گیا کہ :

اب آپ ان کی جگہ بیٹھ کر سنت کی تعلیم دیجئے تو انہوں نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں آگے آگے چلوں اور لوگ میرے پیچھے پیچھے چلیں ؟۔

۶۔ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بن حنظلہ کہتے ہیں کہ :

ہم حضرت ابی بنؓ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سے گفتگو کی، جب وہ کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوئے اور ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دیکھ لیا، انہوں نے حضرت ابی بن کعب کو درہ مارا جسے انہوں نے اپنے ہاتھوں پر روکا اور عرض کیا اے امیر المومنین ہم نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ صورت آگے چلنے والے کے لئے باعث فتنہ اور پیچھے پیچھے چلنے والوں کے لئے باعث ذلت ہے۔

۷۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :

صحابہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ لوگ ان کے پیچھے پیچھے چلیں۔

۸۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ :

جب کوئی آدمی ان کے پیچھے چلنے لگتا تو وہ خود کھڑے ہو جاتے اور اس سے پوچھتے کہ کیا کچھ کام ہے؟ اگر اسکا کوئی کام ہوتا تو اسے نمٹا دیتے اور اگر وہ دوبارہ پیچھے چلتا تو پھر کھڑے ہو جاتے اور اس سے فرماتے کیا کچھ کام ہے؟(ص ۱۴۳ ج ۱)

۹۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

خبردار اس سے بچنا کہ لوگ تمہارے پیچھے پیچھے چلیں۔

۱۰۔ کچھ لوگ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے تو انہوں نے ان لوگوں کو منع کیا اور فرمایا:

تمہاری یہ حرکت آگے چلنے والے کے لئے فتنہ اور پیچھے چلنے والوں کے لئے ذلت ہے۔

۱۱۔ ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

میں نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ایک تعمیر کے بارے میں مشورہ کیا جو میں شہر سے باہر بنانا چاہتا تھا۔ انہوں نے مجھے مشورہ دیا اور فرمایا جب بنیاد رکھی جانے لگے تو مجھے اطلاع کرنا میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں حاضر ہوا اور ہم چلے، ہم چلے جا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور وہ بھی ان کے ساتھ چلنے لگا تو محمد کھڑے ہو گئے اور فرمایا کوئی کام ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں، فرمایا تو پھر جاؤ، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم بھی جاؤ چنانچہ میں دوسرے راستہ پر ہو لیا۔

۱۲۔ حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کہتے ہیں کہ:

ہم جب حضرت ربیع کے پاس پہنچتے تو وہ کہتے "اعوذ باللہ من شرکم" میں تم لوگوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں (یعنی کہیں تم لوگوں کی وجہ سے میں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں)۔

۱۳۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد کہتے ہیں کہ:

ہم حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سب

حضرات جمع ہو گئے مگر وہ خاموش بیٹھے رہے ان سے کہا گیا کہ آپ اپنے اصحاب سے کیوں گفتگو نہیں کر رہے؟ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں ان سے وہ بات کہوں جس پر خود عمل پیرا نہ ہوں۔ (ص ۱۴۴)

۱۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے جا رہے تھے' لوگ ان کے پیچھے چلنے لگے تو فرمایا:

میرے پیچھے مت چلو' اللہ کی قسم اگر تمہیں میری خلوت کا علم ہو تو تم میں سے کوئی شخص میرے پیچھے نہ چلے۔

۱۵۔ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

میری خواہش یہ ہے کہ میں اپنے علم سے برابر سرابر چھوٹ جاؤں نہ مجھے ثواب ہو نہ گناہ۔

۱۶۔ لوگ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چلنے لگے تو فرمایا:

اپنے جوتوں کی چاپ مجھ سے دور رکھو' قدموں کی یہ چاپ بیوقوف مردوں کی عقل خراب کر دیتی ہے۔

۱۷۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

آدمی کے گرد قدموں کی چاپ سنائی دے تو اس کے سامنے احمق آدمی نہیں ٹھیر سکتا (یعنی فوراً فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے)

۱۸۔ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب ایک دو آدمی آ کر بیٹھنے لگتے تو وہاں سے اٹھ کر چل دیتے تھے۔

۱۹۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی بندہ کے قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں گے یہاں تک کہ اس سے پوچھ لیا جائے کہ اس نے اپنی عمر کن کاموں میں ختم کی؟ علم پر کہاں تک عمل

کیا؟ مال کہاں سے کمایا؟ اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے جسم کے اعضاء کو کہاں گلایا؟

۲۰۔حضرت لیث فرماتے ہیں کہ :

میرے استاذ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ سیکھنا ہے اپنی ذات کے لئے سیکھو۔(سنن دارمی ص ۱۴۵ ج۱)

تبلیغ دین اور سنت نبوی ﷺ کی تعلیم کا مشغلہ اور اس کی اہمیت

۱۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھ سے پہنچاتے رہو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تین کاموں کے بارے میں ہم لوگوں سے مغلوب نہ ہوں (یعنی یہ تین کام بہرحال کرتے رہیں) نیکی کا حکم کرتے رہیں۔ برائی سے منع کرتے رہیں اور لوگوں کو سنتیں سکھاتے رہیں۔

۳۔ سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی ہمارے پاس آکر بیٹھتے دین کی اہم باتوں کے بارے میں حدیث ہمیں سناتے اور فرماتے' سن لو' اور سمجھ لو اور سنی ہوئی باتیں آگے پہنچاتے رہو۔

۴۔ابو کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے والد فرماتے ہیں کہ :

میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا وہ (منی میں) جمرہ وسطی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے لوگ ان کے پاس

جمع تھے اور مسائل پوچھ رہے تھے۔ اسی دوران ایک آدمی آیا ان کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ کیا آپ ہمیں فتویٰ دینے سے منع نہیں کرتے؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر اٹھایا' اور فرمایا کیا تم مجھ پر مسلط ہو' پھر اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میری گردن پر تلوار رکھ دو اور مجھے یہ امید ہو کہ میں گردن اڑائے جانے سے پہلے پہلے ایک حدیث ضرور سنا دوں گا تو بخدا وہ حدیث ضرور سناؤں گا (مطلب یہ تھا کہ میں یہ مسائل اپنی طرف سے نہیں بتا رہا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنا رہا ہوں۔)

۵۔ ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا وہ فرمانے لگے کیا مفتی بننے کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں' لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ حضرات (صحابہ) دنیا سے چلے جائیں اور ہم پیچھے رہ جائیں (تو مسئلہ کس سے معلوم کریں گے اس لئے مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں) فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔ (ص ۱۴۶ ج ۱)

۶۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ (کبھی کبھار اپنے شاگردوں سے) فرماتے:

تمہیں کیا ہو گیا؟ مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں؟ سست کیوں ہو؟

۷۔ ابن شہاب زہری کا مقولہ ہے کہ:

علم کے بہت سارے خزانے ہیں اور ان کی کنجیاں سوالات ہیں۔ (یعنی علماء سے سوال کر کے ہی انسان کو علم حاصل ہوتا ہے۔)

۸۔ حضرت مجاہد فرماتے تھے کہ:

جو شخص (علمی سوال میں) شرم یا تکبر کرتا ہو وہ علم حاصل نہیں کر سکتا۔

۹۔ حضرت عروہ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹوں کو جمع کر کے فرماتے :

اے میرے پیارے بیٹو! علم حاصل کرلو کیونکہ اگرچہ فی الحال قوم کے چھوٹوں میں تمہارا شمار ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اگلی نسل کے بڑے تم ہی ہو۔ اور کسی قوم کا وہ بڑا کتنا برا ہے جس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اس سے ناواقف ہو۔

۱۰۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں) فرماتے ہیں کہ :

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے قرآن وسنت کی تعلیم دی ہے۔

۱۱۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ :

جو شخص جلدی سے بڑا بن جاتا ہے وہ علمی اعتبار سے بہت زیادہ نقصان میں رہتا ہے اور جو شخص جلدی سے بڑا نہیں بنتا وہ علم حاصل کرتا رہتا ہے کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ بڑے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

۱۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ :

جو علم بیان نہ کیا جائے اس کی مثال اس خزانہ کی سی ہے جسے خرچ نہ کیا جائے (یعنی ایسے علم اور ایسے خزانہ کا کوئی نفع نہیں)۔

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

جس علم سے نفع نہ اٹھایا جائے اس کی مثال اس خزانہ کی سی
ہے جسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے۔(ص ۸ ۱۴ ج ۱)

۱۴۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مکتوب لکھا جس میں یہ بھی تحریر فرمایا:

عالم کی مثال اس شخص کی سی ہے جو تاریک راستہ میں روشنی
لیکر کھڑا ہو گیا۔جس سے ہر آنے جانے والے کو فائدہ پہنچتا رہا
اور ہر شخص اس کے لئے دعائے خیر کرتا رہا۔

۱۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی مرجاتا ہے اسکا عمل ختم ہو جاتا
ہے مگر تین عمل باقی رہتے ہیں۔ایک وہ علم جس سے نفع اٹھایا
جاتا رہے۔دوسرے صدقہ جاریہ' تیسرے نیک اولاد جو اس
کے لئے دعائے خیر کرے۔(ص ۸ ۱۴ نیز صحیح مسلم کتاب الوصیہ)

۱۶۔حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بصرہ کے گورنر بن کر پہنچے تو فرمایا:

مجھے (امیرالمومنین) عمر بن الخطاب نے تمہارے پاس بھیجا
ہے تاکہ تمہیں کتاب اللہ سکھاؤں' سنتوں کی تعلیم دوں اور
تمہارے راستوں کو صاف ستھرا رکھوں۔

۱۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس شخص نے علم تلاش کیا تو یہ اس کے
ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔(ص ۹ ۱۴ نیز جامع ترمذی کتاب العلم)

طلب علم کے لئے سفر کی مشقتوں کو برداشت کرنا

۱۔حضرت ابوقلابہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

میں مدینہ میں تین دن ٹھہرا رہا۔ میرے سب کام مکمل ہو چکے تھے مگر مجھے ایک صاحب کا انتظار تھا' جو ایک حدیث کی روایت کرتے تھے چنانچہ وہ آگئے تو ان سے میں نے وہ حدیث سنی۔

۲۔ حضرت بسر بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

میں بسا اوقات صرف ایک حدیث کی خاطر ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کرتا تھا۔

۳۔ حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

ہم بصرہ میں صحابہ کی حدیثیں سنا کرتے تھے لیکن ہمیں چین نہ آیا یہاں تک کہ ہم نے مدینہ آکر براہ راست خود ان سے وہ حدیثیں سنیں۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا قول مروی ہے کہ :

طالب علم سے کہدو کہ وہ لوہے کی لاٹھی اور لوہے کے جوتے بنالے یہاں تک کہ لاٹھی ٹوٹ جائے اور جوتے پھٹ جائیں۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

میں نے علم حاصل کرنا شروع کیا تو علم کا بڑا حصہ انصار سے ملا۔ میں ان میں سے کسی صحابی کے گھر جاتا اور معلوم ہوتا کہ وہ سو رہے ہیں تو میں اپنی چادر اپنے سر کے نیچے رکھ کر ان کے دروازہ پر ہی لیٹ جاتا یہاں تک کہ وہ ظہر کی نماز کے لئے باہر نکلتے تو فرماتے' اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی! آپ کب سے یہاں انتظار کر رہے ہیں میں عرض کرتا کہ کافی دیر سے۔ وہ فرماتے آپ نے بہت برا کیا آپ نے مجھے اطلاع کیوں

نہیں دی؟ میں عرض کرتا کہ میری خواہش یہ تھی کہ آپ اپنا سارا کام پورا کر کے ہی باہر تشریف لائیں۔

۶۔ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

اگر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نرمی سے پیش آتا تو ان سے بہت علم حاصل کر لیتا۔ (مطلب یہ کہ استاذ کے ساتھ جتنی عاجزی اور نرمی کے ساتھ پیش آئیں اتنا ہی علم کا دروازہ زیادہ کھلتا ہے۔)

۷۔ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میں حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن الزبیر کے گھر پہنچ کر دروازہ پر ہی بیٹھ جاتا، اور اگر میں چاہتا تو اندر جا سکتا تھا لیکن ان کی عظمت مجھے اندر جانے سے روکتی تھی۔

۸۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے ایک انصاری ساتھی سے کہا آؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے جا کر علم حاصل کر لیں کیونکہ ابھی ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس انصاری نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تعجب کی بات ہے بھلا لوگوں کو تمہاری ضرورت کیسے پڑ سکتی ہے جبکہ صحابہ کی ایک بڑی جماعت (بحمد اللہ) موجود ہے۔ چنانچہ وہ تو چھوڑ گیا لیکن میں مسائل میں لگا رہا۔ اگر مجھے کسی صحابی کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ کسی حدیث کی روایت کرتے ہیں تو میں ان کے پاس پہنچ جاتا۔ کبھی وہ دوپہر کا قیلولہ کر رہے ہوتے تو میں ان کے دروازہ پر اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتا۔ وہ باہر نکلتے تو فرماتے اے

رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی! آپ کیسے آئے؟ آپ پیغام بھیج دیتے تو میں آپ کے پاس آجاتا مگر میں جواب دیتا کہ میرا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ہی برحق ہے۔ پھر میں ان سے حدیث سنتا۔ یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا کہ لوگ میرے گرد جمع تھے' اس انصاری ساتھی نے دیکھا تو بولا' یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقل مند نکلا۔ (ص ۱۵۱)

۹۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ:

نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی مصر گئے تاکہ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث سنیں' جب وہ مصر پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنی اونٹنی کو پانی پلا رہے ہیں انہوں نے انہیں دیکھا تو فرمایا' مرحبا' ان صحابی نے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس صرف ملاقات کے لئے نہیں حاضر ہوا بلکہ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میں نے اور آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی مجھے خیال ہوا کہ اس حدیث کے بارے میں آپ سے دوبارہ معلوم کرلوں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ (ص ۱۵۱)

علم کے تقدس کی حفاظت

۱۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ:

وہ ایک دن بازار گئے اور ایک شخص سے کپڑے کا بھاؤ تاؤ کیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اگر کوئی دوسرا ہوتا تو میں اسے یہ کپڑا اتنے کا نہ دیتا لیکن آپ کے لئے یہ اتنے کا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے یہ کام کر دیا ہے۔ (یعنی میرے علم کی وجہ سے رعایت کر دی ہے) لیکن اس کے بعد کبھی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بازار میں خریدتے یا بیچتے ہوئے نہیں پائے گئے۔

۲۔حضرت ابراہیم نخعی ؒ کے بارے میں منقول ہے کہ :

وہ اپنی جان پہچان والے سے چیز نہیں خریدتے تھے (کہ کہیں وہ علم کی قیمت نہ لگادے کیونکہ بسا اوقات بیچنے والا عالم کے علم کی وجہ سے چند پیسے یا چند روپے رعایت کردیتا ہے مگر اس کا یہ احسان عالم کے لئے کبھی دنیا میں اور کبھی آخرت میں نقصان اور وبال کا سبب بن جاتا ہے)

۳۔عبید بن الحسن راوی ہیں کہ :

ماہ رمضان کے آغاز میں مصعب بن الزبیر نے کچھ رقم کوفہ کے قرا (اور علماء)میں خرچ کی چنانچہ انہوں نے عبد الرحمٰن بن معقل کو بھی دو ہزار درہم بھیجے اور کہلایا کہ آپ اس ماہ میں یہ رقم استعمال کرلیں حضرت عبد الرحمٰن بن معقل نے رقم واپس کردی اور فرمایا ہم نے قرآن اس مقصد کے لئے نہیں پڑھا تھا۔

۴۔حضرت عبید اللہ بن عمر ؒ راوی ہیں کہ :

حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت عبد اللہ بن سلام ؓ سے پوچھا کہ علماء کون ہوتے ہیں ،فرمایا علماء وہ ہیں جو اپنے علم پر عمل کریں ،پھر پوچھا کہ کونسی چیز علماء کے سینہ سے علم نکال دیتی ہے ۔فرمایا لالچ ،(یعنی لالچ کی وجہ سے عالم اپنے علم کے نور سے محروم ہوجاتا ہے ۔)

۵۔حضرت عطاء ؒ کا مقولہ ہے :

کوئی چیز کسی چیز کو اتنی زینت نہیں بخشتی جتنا حلم (بردباری) علم کو زینت عطا کرتا ہے ۔

۶۔ حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :

علم کی زینت اہل علم کی بردباری ہے۔

۷۔ حضرت طاؤوس فرماتے تھے :

علم کا سب سے بہترین برتن حلم ہے۔

۸۔ حضرت وھب بن منبہ کا قول ہے :

بیشک حکمت (دانائی) اسی دل میں آکر ٹھیرتی ہے جو دنیا کی سب چیزوں کو خیرباد کہہ کر پر سکون ہو چکا ہو۔

۹۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے :

علم سیکھو اور جب علم سیکھ لو تو غصہ پینا سیکھو اور علم کو ہنسی مذاق اور کھیل کود سے آلودہ نہ کرو ورنہ قلب اس علم کو باہر پھینک دے گا۔

۱۰۔ حضرت علی بن حسینؒ کا قول ہے کہ :

جو کھلکھلا کر ہنسا اس نے علم کا کچھ حصہ باہر پھینک دیا۔

۱۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا :

علماء کون ہیں ؟ انہوں نے کہا علماء وہ ہیں جو اپنے علم پر عمل پیرا ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ علماء کے دل سے علم کو نکال دینے والی چیز کیا ہے ؟ انہوں نے جواب دیا لالچ، یعنی لالچ کی بناء پر عالم اپنے علم سے محروم ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ ابو ایاس رحمۃ اللہ علیہ کلبیان ہے کہ :

میں حضرت عمرو بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مصعب

بن الزبیر کا قاصد دو ہزار درہم لیکر آیا اور کہا کہ امیر نے آپ کو سلام کہلوایا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم نے ہر تمام شریف قراء کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا ہے تو آپ کے لئے یہ رقم ہے جسے اس ماہ رمضان میں اپنے استعمال میں لایئے۔ حضرت عمرو بن النعملن نے فرمایا امیر کو جاکر میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ خدا کی قسم ہم نے یہ قرات کا یہ علم اس لئے حاصل نہیں کیا کہ ہم اس کے ذریعہ پیسے کمائیں یا دنیا بنائیں۔ (ص ۱۵۳ ج ۱)

احادیث کے بغیر کتاب اللہ کا معنی سمجھنا ممکن نہیں

۱۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر والے دن چار چیزوں کو حرام قرار دیا، جن میں گدھا اور دوسری چیزوں کی حرمت شامل تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب ہے کہ ایک آدمی اپنی مسہری (صوفہ) پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے تو وہ یہ کہے "ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی کتاب اللہ ہے۔ کتاب اللہ میں جو حلال ہے ہم اسے حلال سمجھیں گے اور اس میں جو حرام ہے اسے حرام سمجھیں گے۔" (یعنی وہ شخص احادیث میں بیان کردہ حلال و حرام کو حلال و حرام نہ سمجھے گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار اللہ کے رسول نے جس چیز کو حرام قرار دیا وہ اسی طرح حرام ہے جیسے کتاب اللہ میں بیان کردہ حرام۔

(ص ۱۵۳ ج ۱، نیز ترمذی کتاب العلم، ابن ماجہ، فی المقدمہ، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۲، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۰۹)

۲۔ یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:

(سنت قرآن کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے اور قرآن سنت کے
خلاف فیصلہ نہیں کرتا۔)

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ سنت کی روشنی میں قرآن کا معنی اور مفہوم متعین کیا جاتا ہے کیونکہ قرآن متن ہے اور حدیث اس کی شرح اور متن کو سمجھنے کے لئے شرح ناگزیر ہے اس لئے قرآن مجید کا معنی متعین کرنے کے لئے حدیث کا سمجھنا ناگزیر ہے اور حدیث کو سمجھے بغیر قرآن کریم کی جو تشریح کی جائے گی وہ غلط ہوگی اور گمراہی پر مبنی ہوگی۔

۳۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ :

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سنت اسی
طرح نازل ہوتی تھی جیسے آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا۔

تشریح اسی لئے سارے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ وحی کی دو قسمیں ہیں ایک وحی متلو جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے اور جو قرآن کہلاتا ہے اور دوسری قسم وحی غیر متلو جسے حدیث کہا جاتا ہے۔

۴۔ حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ :

سنت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسے اختیار کرنا فرض ہے اور جسے
چھوڑنا کفر ہے اور دوسری قسم وہ جس کا اختیار کرنا باعث
فضیلت (وثواب) ہے اور اس کے چھوڑنے میں (دینی یا
دنیوی) پریشانی ہے۔

۵۔ ایک دن مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ کی ایک حدیث سنائی تو ایک آدمی بولا :

کتاب اللہ میں تو اس کے خلاف ہے، حضرت سعید بن جبیر
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عجیب بات ہے میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
سنا رہا ہوں اور تو کتاب اللہ اس کے مقابلہ میں پیش کر رہا ہے۔

(یادرکھو کہ) رسول اللہ ﷺ تجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والے تھے۔

علم کا مذاکرہ اور تکرار

۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ ایک حدیث سے دوسری حدیث یاد آجاتی ہے۔

۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

حدیثوں کی تکرار کیا کرو (یعنی انہیں دھراتے رہا کرو) کہیں حدیثیں بھول نہ جاؤ کیونکہ حدیث قرآن کی طرح جمع اور محفوظ نہیں اس لئے اگر حدیثیں دھراتے نہیں رہو گے تو بھول جاؤ گے، یہ نہ کہنا کہ میں نے کل حدیث بیان کر دی تھی اس لئے آج بیان نہ کروں گا بلکہ کل گذشتہ اگر دھرائی تھیں تو آج بھی انہیں بیان کرو اور کل آئندہ بھی۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

حدیث دھراتے رہو اور اسے یاد کرتے رہو کیونکہ اگر اسے بار بار یاد نہیں کرو گے تو حدیث نکل جائے گی اور کوئی حدیث اگر کسی کو سنا چکے ہو تو یہ نہ کہنا کہ میں اسے سنا چکا ہوں (تو دوبارہ سنانے کا کیا فائدہ؟) کیونکہ جو سن چکا تھا اس کے علم میں اضافہ ہوگا اور جس نے نہیں سنا تھا وہ سن لے گا۔

۴- حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ جا کر دیہاتیوں کو حدیثیں سنایا کرتے تھے۔

۵- حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بن رجاء بچوں کو جمع کر کے حدیثیں سناتے تھے تاکہ

حدیثیں یاد ہو جائیں۔

۶۔حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ :

اپنی حدیثیں ہر شخص کو سناؤ خواہ وہ چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو وہ حدیثیں تمہیں اس طرح ازبر ہو جائیں گی جیسے امام قراءت کرتا چلا جارہا ہو۔

۷۔محمد بن فضیل اپنے والد فضیل سے نقل کرتے ہیں کہ :

حضرت حارث بن یزید ابن شبرمہ قعقاع بن یزید اور مغیرہ عشاء کی نماز پڑھ کر فقہ کے لئے بیٹھتے تو صبح کی اذان پر ہی اٹھ کر جاتے۔

۸۔حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :

فقہ کے لئے رات کو جاگنے اور باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۹۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے :

رات کو کچھ وقت علمی مشغلہ میں گذارنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۰۔لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ :

ابن شہاب نے ایک رات عشاء کے بعد باوضو بیٹھ کر حدیث کا ذکر شروع کیا تو صبح کر دی ۔(ص ۱۵۷)

۱۱۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

علم کی آفت بھول جانا ہے اور نااہل کو علم سکھانا علم کو ضائع کرنا ہے۔

۱۲۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

اس علم کا مذاکرہ کرتے رہا کرو اور اہل علم سے ملاقات کرتے رہو ورنہ علم ختم ہو جائے گا۔

۱۳۔حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ :

میں یہ سمجھا کرتا تھا کہ مجھے علم حاصل ہو گیا ہے لیکن جب میں عبید اللہ بن عبد اللہ کی مجلس میں جا کر بیٹھا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں کسی گھاٹی میں منحصر تھا (اور اب کھلی وادی میں آگیا ہوں)

تشریح :۔جب انسان دوسرے اہل علم سے دور رہتا ہے تو بالعموم خود پسندی اور اپنے علم پر ناز میں مبتلا ہو جاتا ہے جبکہ دوسرے اہل علم کے پاس جانے سے ان عادات میں کمی آتی ہے۔ انسان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، معلومات بڑھتی ہیں اور علم کے نئے نئے میدان سامنے آتے ہیں۔ اس لئے خود عالم ہونے کے باوجود دوسرے علماء کے پاس جاتے رہنا چاہئے اور آخر وقت تک اپنے آپ کو طالب علم سمجھ کر اہل علم سے استفادہ کرتے رہنا چاہئے۔اسی لئے کہا گیا ہے کہ " العلم من المهد الی اللحد "یعنی علم گہوارہ سے شروع ہوتا ہے اور قبر تک جاتا ہے۔

بلکہ صحیح تر بات یہ ہے کہ علم کی انتہاء قبر پر بھی نہیں ہوتی۔کیونکہ عالم برزخ میں پہنچنے کے بعد وہاں کے حقائق منکشف ہوں گے اور عالم آخرت میں پہنچنے کے بعد وہاں کے حقائق سامنے آئیں گے تو علم بڑھتا ہی چلا جائے گا۔بعض بزرگوں کا قول کتابوں میں نظر سے گذرا کہ ہمیں جنت اور آخرت میں جانے کا اس لئے بھی اشتیاق ہے کہ وہاں پہنچ کر ہر شیئ کی حقیقت، پوری طرح منکشف ہو جائے گی۔" اللهم ارنا الحق حق وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه وادخلنا الجنة بلاحساب وارضنا وارض عنا وصلى الله وسلم وبارک علی حبيبنا وسيدنا و شفيعنا محمد و آله وصحبه اجمعين۔" ۱۲ محمود اشرف غفر اللہ لہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصول علم کا صحیح طریقہ

تمہید

عالم اسلام کے نامور عالم شیخ عبد الفتاح ابو غدہ مد ظلہم العالی کی ذات علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ حال میں ان کے دو رسائل "الاسناد من الدین" اور "صفحۃ مشرقۃ من تاریخ سماع الحدیث عند المحدثین" ایک جلد میں یکجا طبع ہوئے ہیں۔

پہلے رسالہ میں مولف دام مجد ہم نے امام عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور مقولہ "الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء فاذا قیل له من حدثک بقی" (سند بیان کرنا دین کا حصہ ہے اگر سند نہ ہو تو کوئی بھی شخص کسی کی طرف سے جو چاہے منسوب کر دے مگر جب ایسے شخص سے جب پوچھا جاتا ہے کہ تمہیں یہ بات کس نے بیان کی تو وہ چپ ہو کر رہ جاتا ہے۔) کی تشریح بیان کی ہے جس میں کئی علمی تاریخی اور ادبی مضامین جمع ہو گئے ہیں۔

دوسرے رسالہ میں مولف زاد مجدہم نے حدیث کی مشہور کتاب "سنن کبری بیہقی" کے سماع کی دلچسپ اور حیران کن تفصیل تحریر کی ہے۔ اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ کی مشہور کتاب "السنن الکبری" جو اس وقت پرانے باریک ٹائپ میں دس جلدوں میں طبع شدہ موجود ہے اور اندازہ ہے کہ اگر یہ کتاب جدید ٹائپ میں طبع ہو تو پچیس جلدوں میں طبع ہوگی۔ یہ کتاب مشہور محدث حافظ ابن صلاح الشہرزوری کی مجلس میں باقاعدہ سنی گئی۔ (حافظ ابن صلاح خود مشہور فقیہ محدث

ہیں اور دمشق کے دارالحدیث الاشرفیہ میں شیخ الحدیث رہے ہیں ان کی کتب میں مقدمہ ابن صلاح اور طبقات الفقہاء الشافعیہ معروف ہیں)۔حافظ ابن صلاح نے اپنے شاگردوں تک یہ کتاب اپنی مسلسل سند کے ساتھ مختلف ۷۵ مجالس میں پہنچائی۔ اور اس احتیاط کے ساتھ یہ کتاب سنی اور سنائی گئی کہ اس "سماع" کی تمام تر تفصیلات آج بھی پوری طرح محفوظ ہیں مثلاً ' ہر مجلس میں کتاب کہاں سے کہاں تک پڑھی گئی 'کون کون حضرات اس میں موجود تھے ' ان کے نام ولدیت اور انکا قابل ذکر تعارف کیا ہے ۔پھران میں سے کن حضرات نے یہ کتاب مسلسل سنی 'کون لوگ کونسی مجالس میں غیرحاضر ہوئے ؟وہ کون لوگ تھے جو مجلس کے دوران غفلت کاشکار ہوئے یاانہیں اونگھ آگئی ۔ نیزوہ کون تھے جنھوں نے اس مجلس سماع کے دوران کسی سے گفتگو کر کے سماع سے وقتی غفلت اختیار کی ۔اس کتاب کا سماع ۷۵ مجالس میں مکمل ہوا اور اس کی تمام تر تفصیلات آج بھی پوری طرح محفوظ ہیں ۔یہ بات قابل غور ہے کہ یہ تفصیلات حدیث کی ثانوی درجہ کی کتاب "سنن کبری بیہقی" کے سماع کی ہیں ۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حدیث کی اولین درجہ کی کتابوں مثلاً بخاری 'مسلم ' ترمذی ' ابوداؤد 'جیسی کتابوں کی حفاظت ان کی نقل اور ان کے سماع کا کس قدر اہتمام کیا جاتا رہا ہو گا۔

شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کے یہ دونوں رسائل جس جلد میں یکجا طبع ہوئے اس کے آخر میں شیخ مدظلہ نے مشہور اصولی اور محقق عالم دین ' امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الموافقات" سے ایک مضمون نقل کیا ہے جس میں امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کے صحیح طریقہ پر روشنی ڈالتے ہوئے طالب علموں کو اہم ہدایات دی ہیں ۔ آئندہ کی سطور اسی مضمون کا ترجمہ بلکہ ترجمانی ہے جو امید ہے کہ قارئین کے لئے باعث بصیرت ہوگی۔

حصول علم کے بہترین طریقے

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نامور کتاب الموافقات کے "مقدمہ ثانیہ عشرہ" میں

حصول علم کے طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

حصول علم کا وہ طریقہ جسے اپنا کر انسان تحقیق کے اونچے مقام تک پہنچ سکے وہ اسکے سوا کچھ نہیں کہ انسان ایسے علماء سے علم حاصل کرے جو خود محققین کے مقام تک پہنچ چکے ہوں ‘کیونکہ علم میں استاذ کا وجود بہرحال لازمی ہے۔نظریاتی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ انسان کے لئے استاذ کے بغیر علم کا وجود (فی نفسہ) ممکن ہے لیکن عملی طور پر عادۃ استاذ کے بغیر علم حاصل نہیں ہوتا اور یہ بات تقریباً مسلمات میں سے ہے۔

مقولہ مشہور ہے کہ ”ان العلم کان فی صدور الرجال ثم انتقل الی الکتب وصارت مفاتحہ بایدی الرجال “یعنی علم پہلے لوگوں کے سینوں میں تھا پھر کتابوں کی طرف منتقل ہوگیا مگر اس علم کی کلید اب بھی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔“

اس مقولہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے کتابیں کافی نہیں بلکہ اساتذہ کا واسطہ ضروری ہے خواہ براہ راست اساتذہ سے علم حاصل کیا جائے یا کتابوں سے اساتذہ کے ذریعہ علم حاصل ہو۔اساتذہ کا وجود دونوں صورتوں میں ضروری ہے اور ان دو طریقوں کے علاوہ حصول علم کا کوئی تیسرا طریقہ نہیں ہے۔

اس مقولہ کی تائید بخاری ‘مسلم اور ترمذی کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

> ”ان اللہ لایقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یترک عالما اتخذ الناس رؤوسا جھالا فسئلوا افافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا“

"اللہ تعالیٰ علم ۔۔۔لوگوں (کے سینوں) سے نہیں نکالیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ علماء کے انتقال سے علم اٹھالیں گے ۔یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے جن سے بغیر علم کے فتوے پوچھے جائیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے ۔"
(صحیح بخاری ۱: ۱۹۴ کتاب العلم صحیح مسلم ۱۶: ۲۲۳ کتاب العلم، جامع ترمذی ۵: ۳۱ کتاب العلم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علماء ہی علم کا ذریعہ ہیں۔ اور علم انہیں سے حاصل کیا جائے گا۔ اور یہ بات صرف علم دین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر علم کے ماہرین خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں اس بات پر متفق ہیں کہ ہر علم اور ہر فن کو اس علم و فن کے کسی ایسے ماہر سے حاصل کرنا چاہئے جو اس علم کے اصول و فروعات سے کماحقہ واقف ہو۔ اپنے مقصود کو صحیح طریقہ سے بیان کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اپنی کہی ہوئی بات کے نتائج و ثمرات کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہو۔ اور اس علم و فن پر کئے جانے والے اعتراضات اور شبہات کے جواب دینے پر بخوبی قادر ہو۔

دینی علوم کی تحصیل کے لئے سلف صالحین نے ہمیشہ ان شروط کی پوری پابندی کی ہے اور علم دین ہمیشہ ایسے لوگوں سے حاصل کیا جو ان مذکورہ بالا صفات کے حامل تھے۔

عالم محقق کی مزید علامات

اوپر جو صفات تحریر کی گئیں ان صفات کا پایا جانا تو ہر علم میں ناگزیر ہی ہے ان کے علاوہ خاص علم دین کے لئے عالم محقق میں تین علامات کا پایا جانا بھی لازم ہے۔

۱۔ جس عالم سے آپ علم حاصل کرنے جارہے ہیں اسکا عمل اسکے علم کے

مطابق ہونا چاہئے۔ اگر خود اسکا عمل اسکے علم کے مخالف ہے یعنی خود وہ دین کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر کاربند نہ ہوتو وہ اس قابل نہیں کہ اس سے علم دین حاصل کیا جائے یا اسے علم میں مقتدا (پیشوا) سمجھا جائے۔

۲۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عالم اپنے مشائخ کے زیر تربیت اس علم وفن میں پروان چڑھا ہو۔ اس عالم نے اپنے مشائخ سے باقاعدہ علم حاصل کیا ہو۔ اور ان کے پاس ایک زمانہ رہا ہو تاکہ ان مشائخ کی صفات حسنہ اس عالم میں منتقل ہوگئی ہوں۔ سلف صالحین رحمہم اللہ اس بات کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے دین اسی طرح حاصل کیا تھا۔ صحابہ صبرو استقامت کے ساتھ حضور ﷺ کے ساتھ لگے رہے آپ ﷺ کے اقوال و افعال کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ آپ ﷺ کی ہر بات پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے آپ ﷺ سے دین سیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ انہیں وہ علم اور یقین حاصل ہوگیا جس کے سامنے شکوک وشبہات کا کوئی وجود باقی نہ رہا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اشکال پیش آیا کہ جب ہم مسلمان حق پر ہیں تو پھر یہ دب کر صلح کرنا کیا؟ انہوں نے یہ اشکال رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر کے عرض کیا:

> ”یا رسول اللہ السنا علی حق وھم علی باطل؟ قال بلی قال الیس قتلانا فی الجنة وقتلاھم فی النار؟ قال بلی قال ففیم نعطی الدنیة فی دنینا؟ ونرجع ولما یحکم اللہ بیننا وبینھم؟ قال یا ابن الخطاب انی رسول اللہ ولن یضیعنی اللہ ابدا“

> ”یارسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں؟ اور کیا یہ مشرکین باطل پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیا تو دینی معاملہ میں کمزوری کا مظاہرہ کیوں کیا جائے؟
اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ (یعنی فتح مبین) کے بغیر ہم کیسے واپس
جائیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں صرف یہ فرمایا: اے
خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے
ضائع نہیں کرے گا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر تسلیم خم کیا لیکن طبیعت میں شبہ باقی رہا چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے بھی اپنا شبہ ظاہر کیا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بھی وہی تھا: "انه رسول الله ولن یضیعه الله ابدا" کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ہرگز انہیں ضائع نہ ہونے دے گا۔

اس کے بعد سورۃ فتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان کے سامنے یہ سورت تلاوت کی تو بھی شبہ کا اثر باقی تھا اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا "یا رسول الله افتح هو "یا رسول اللہ کیا یہ (صلح) فتح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی اور شبہ کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر کی صحبت' ان کے سامنے اپنے شبہات کا اظہار' ان کے جواب پر مکمل اعتماد' اپنے شبہ کے باوجود ان کے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے ہی سے حق واضح ہوتا ہے اور شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اسی لئے جنگ صفین کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شبہات پیش کرنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

"اتهموا رایکم"
"یعنی اکابر کے سامنے اپنی رائے پر ہرگز اعتماد نہ کرو۔"
(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۵۸۷)

اکابر علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان

سے دین حاصل کرنے کا جو زریں اصول ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے اس کے صحیح ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ آپ جب بھی کسی قابل اقتدا مستند اور مشہور عالم کے حالات کا جائزہ لیں گے تو یہ بات عیاں ہوگی کہ اس نے اپنے دور میں یقیناً کسی ایسے عالم سے علم حاصل کیا ہوگا جو قابل اقتداء مستند عالم دین سمجھا جاتا ہوگا۔ اور جب بھی آپ کسی فرقہ یا ایسے شخص کا جائزہ لیں جو سنت کے راستہ سے ہٹا ہوا ہے تو آپ کو نظر آجائے گا کہ اس نے اکابر کے سامنے زانوئے تلمذتہ نہیں کیا۔ اسی لئے علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ظاہری کی وسعت مطالعہ کے باوجود ان پر یہ واقعی الزام ہے کہ انہوں نے اپنے اساتذہ سے باقاعدہ علم حاصل نہیں کیا تھا اور نہ ان کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی اسی لئے ان کی تحریرات امت کے لئے قابل اعتماد نہ ہوسکیں۔

۳۔ تیسرا امر یہ ضروری ہے کہ آپ جن اساتذہ اور مشائخ سے علم حاصل کریں انہیں مقتدا سمجھ کر انکا اتباع کریں اور ان کی صفات حسنہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اتباع کیا۔ تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کی سچی پیروی کی۔ تبع تابعین نے تابعین کی صفات اپنے اندر پیدا کیں اور اسی طرح ہر نسل سچے دین کی سچی پیروی کرتے ہوئے یہ امانت اگلی نسلوں تک منتقل کرتی چلی آتی ہے۔ اور اگر کسی نسل کے افراد نے کبھی اپنے اکابر کے اتباع کو ترک کیا تو ان میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہوئیں کیونکہ بدعت کا مطلب ہی یہ ہے کہ اکابر کے اتباع کو ترک کر کے اپنی خود ساختہ رائے کے ذریعہ وہ نئی باتیں پیدا کی جائیں جو دین میں ماثور نہیں ہیں۔

حصول علم کے دو طریقے

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ علم ہمیشہ اہل علم ہی سے حاصل کرنا چاہئے تو اب سمجھئے کہ اسکی پھر دو صورتیں ہیں۔

۱۔ پہلی یہ کہ آپ اہل علم سے زبانی طور پر براہ راست علم حاصل کریں یہ

پہلی صورت دوسری آنے والی صورت کے مقابلہ میں بہت قابل حفاظت اور انتہائی نافع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے معلم اور متعلم کے اس طریقہ میں غیر معمولی خاصیت رکھی ہے [1] یہ بات مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ بسا اوقات متعلم کوئی مسئلہ کتاب میں اپنے پورے مباحث کے ساتھ پڑھتا ہے اسے بار بار دھراتا ہے یہاں تک کہ یاد بھی کرلیتا ہے مگر اسے صحیح طرح سمجھ نہیں پاتا۔ مگر اسکا معلم وہی مسئلہ جب کسی مجلس میں اسے سمجھاتا ہے تو وہ ساری بات باآسانی اسکی سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ وہ مشاہدہ اور تجربہ ہے جس کا انکار کرنا ممکن نہیں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب ہرگز تفہیم کا کام نہیں کرسکتی اس کے لئے کسی معلم کا وجود ناگزیر ہے۔)

معلم کے سامنے بات جلدی سمجھ میں آجانے کے بہت سے اسباب ہیں جن میں معلم کی قوت تفہیم، ماحول اور قرائن، اندازبیان، شکوک وشبہات کا جواب جیسے امور شامل ہیں وہاں بذات خود متعلم کا معلم کے سامنے بیٹھ کر علم کے لئے اپنی احتیاج ظاہر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کا خاص سبب ہے۔ معلم کی صحبت بذات خود نافع ہے جس کی تائید حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ:

> "انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آکر اپنا حال بیان کیا کہ جب ہم آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں تو ہمارا حال کچھ اور ہوتا ہے اور یہاں سے چلے جاتے ہیں تو دل کی حالت بدل جاتی ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ "والذی نفسی بیدہ لو کنتم کما تکونون عندی لصافحتکم الملائکۃ علی فرشکم وفی طرقکم" (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں

---

[1] یہاں تک کہ قرآن حکیم بھی براہ راست حضور ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کرنے کے بجائے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو واسطہ بناکر اتارا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے علمہ شدید القوی ذومرۃ (النجم)۔ م

میری جان ہے اگر تمہارا باہر جاکر بھی وہی حال رہے جو
میرے پاس ہوتا ہے تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں پر اور
تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔
(صحیح مسلم ۲: ۱:۶۶' ترمذی ۴: ۶۶۶)

بہرحال علماء کی مجالست اور انکی صحبت سے متعلم کو وہ وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اس کے بغیر متعلم کو نصیب نہیں ہوسکتے اور جس قدر متعلم اپنے استاذ کا اتباع کرتا ہے اسکا ادب بجالاتا ہے اور اسکی اعلیٰ صفات کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے اتنا ہی نور علم متعلم کے قلب میں منتقل ہوتا چلا جاتا ہے جس کے انوار و برکات ایک طویل زمانہ تک نہ صرف باقی رہتے ہیں بلکہ اتباع شریعت سے اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

۲۔ اہل علم سے علم کے حصول کی دوسری صورت یہ ہے کہ علماء محققین اور مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کر کے علم حاصل کیا جائے۔ یہ طریقہ دو شرطوں کے پائے جانے کی صورت میں نفع مند ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ جس علم و فن کی کتاب کا مطالعہ کیا جارہا ہے اس علم کے اصول و مقاصد اور اس علم و فن کی اصطلاحات کا پہلے سے کچھ نہ کچھ تعارف حاصل ہو۔ یعنی کسی مستند عالم اور ماہر فن سے اس علم کی ابتدائی معلومات حاصل ہوچکی ہوں تاکہ محض کتاب پڑھنے سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔ اسی لئے کہا گیا:

"کان العلم فی صدور الرجال ثم انتقل الی الکتب،
ومفاتحه ،بایدی الرجال"

"علم پہلے علماء کے سینوں میں ہوتا تھا' پھر علم کتابوں کی طرف
منتقل ہوگیا' لیکن علم کی کنجیاں اب بھی علماء کے ہاتھوں میں
ہیں۔"

لہٰذا محض کسی علم و فن کی کتاب کا مطالعہ طالب علم کے لئے مفید نہیں جب

تک کہ اس علم و فن کے ماہرین کی رہبری شامل حال نہ ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جو علم مطلوب ہے اس کے متقدمین علماء کی کتابوں کا مطالعہ ضرور کیا جائے کیونکہ متقدمین کے علوم متاخرین کے مقابلہ میں ٹھوس بھی ہیں اور سہل بھی۔ اور ان کے علمی رسوخ تک بالعموم متاخرین کی رسائی نہیں۔ متقدمین اپنے علم اور اپنے اعمال صالحہ میں بلاشبہ متاخرین سے کہیں آگے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو علوم شریعت میں جو علمی اور عملی رسوخ حاصل تھا وہ تابعین میں نہیں۔ اور تابعین کو علم و عمل میں جو کمال حاصل تھا وہ تبع تابعین میں اس درجہ کا نہیں۔

لہٰذا متقدمین کے اقوال و احوال، ان کی سیرت کا مطالعہ اور ان کی تحریر کردہ کتب کا مطالعہ ہی علوم شریعت حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ نافع ہے۔ (البتہ متقدمین کی کتب چونکہ بالعموم متن اور اجمال کا درجہ رکھتی ہیں اس لئے اس اجمال کی تفصیل اور متن کی تشریح کے لئے علمائے متاخرین کی کتب کا مطالعہ بسا اوقات ضروری ہو جاتا ہے لیکن اس سے متقدمین کی فضیلت اور اہمیت کم نہیں ہوتی۔)

وباللہ تعالی التوفیق۔

31/8/99
11:45 P.M
19/5/1420ھ

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَلِيمًا (احزاب)

حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم
استاذِ حدیث و مُفتی دار العلوم کراچی

ادارۂ اسلامیات کراچی
اشرف منزل ○ گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک ○ کراچی ۵
فون نمبر ۷۲۲۳۷۶۸

حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت کب جائز ہے اور کب حرام

احادیثِ طیبہ اور اقوالِ فقہاء کی روشنی میں ایک مدلل علمی تحریر

اردو متن بمعہ سلیس عربی ترجمہ

اردو * عربی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مترجم

حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم

استاذ جامعہ دارالعلوم - کراچی

ادارہ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی - لاہور ۲

۷۳۲۴۷۸۵ - ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۲۴۴۱۲ - ۷۳۵۳۲۵۵

۷/۴۳۳، اشرف منزل چوک لسبیلہ، گارڈن ایسٹ کراچی - ۷۲۲۳۷۶۸

ادارہ
ادارۂ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز
دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
۱۹۰۔ انارکلی، لاہور، پاکستان
موہن روڈ
toobaa-elibrary.blogspot.com